Tauseeq, Volume. 4, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i1.66

Received: 16-03-2023
Accepted: 27-05-2023
Published: 30-06-2023

رحیم گل کے ناول"جنت کی تلاش" میں جمالیاتی عناصر کا مطالعہ

A Study of Aesthetic Elements in Raheem Gul's Novel "The Search for Paradise"

سلمی محبوب*
صہیب **

Abstract:

Every artist's concept of beauty is his individual process and it varies according to his location and environment. Beauty has its own form which belongs to our mind. Therefore, beauty is also a creation of our imagination and passion and desire. The level of beauty is different in different people and it keeps changing. There can be no single definition of aesthetics; its different aspects can be understood by its different interpretations. Aesthetics is the feeling and expression of the consciousness of human nature.

Along with human literature, science, philosophy, psychology, religions and other social sciences have also been the main topic in sociology on the compatibility and conflict between man and society. In the novels of Rahim Gul, man is seen as a clear personality. Here the individual creates his personal behavior from the overall behavior of the society. That is, the characters are the main point of the novel, living in a certain era. In fact, it is a novel in search of truth, which has been expressed by Amtal. In the novel, three main characters are Amtal, Waseem and Atif.

Keywords: Novel, Aesthetic, Nature, Tourist, Human nature, Romanticism, Humanism, Analysis.

حسن کی اپنی ایک پہچان ہے جو ہمارے تخیل سے تعلق رکھتی ہے۔ لہذا حسن بھی ہمارے تصور اور جذبہ کی تخلیق ہی ہے احساس جمال کی سطح لوگوں میں مختلف ہے اور یہ بدلتی رہتی ہے۔ جمالیات کی کوئی ایک تعریف نہیں ہے اس کی مختلف مفاہیم

* ایم فل، شعبہ اُردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی،پشاور
** پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ اُردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی،پشاور

سے اس کے مختلف پہلوؤں کو سمجھا جاسکتا ہے جمالیات انسانی فطرت کےشعور کا احساس و اظہار ہے ۔

" جمالیات ایک ایسی اصطالح ہے جس کی تعریف و توضیح پیش کرناانتہائی مشکل کام ہے کیونکہ اس میں اتنی تہیں اور جہتیں پائی جاتی ہیں کہ ان کی تہوں اور جہتوں کو کھولنا اور ان پر روشنی ڈالنے کا کام کبھی ختم نہیں ہوسکتا ہے کوئی ماہر جمالیات اس کی تہوں کو اتنا ہی کھول سکتا ہے اور اس پر روشنی ڈال سکتا ہےجتنا اس کا مطالعہ اور مشاہدہ وسیع ہوگا" (1)

فلسفیوں خصوصا ارسطو نے اسے حسن فطرت اور فنون لطیفہ سے قریب تر کیا اورحاالنکہ پہلے سقراط نے حسن کو صرف اخالقیات سے وابستہ کر رکھا تھا اور غورث نے جمالیات کو فلسفے کی ایک شاخ کہا تھا ۔ لیونارڈ نے فطرت کے جمال و جالل کو سمجھنے کےلیے جمالیات کو اہم جانا اورہیگل نے اسے زندگی کو سمجھنے کا ذریعہ جانا ، کائنات کی روح کو اور تخلیقی آرٹ کی جستجو کرتے ہوئے جمالیات کو بڑا ذریعہ سمجھا۔ اس سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک خلیق کار نے جمالیات کو معاشرتی تبدیلیوں اور انسانی زندگی کے تغیر سے جمالیاتی قدریں تشکیل دی ہیں لہذا حسن کو سمجھنے اور محسوس کرنے کا انداز ہر دور میں بدل جاتا ہےمگر حسن کو سمجھنے اسے محسوس کرنے اور اس سے محظوظ ہونےکا انداز جتنا بھی بدل جائے بنیادی طور پر کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ادب میں جمالیات کی اصطالح انتہائی اہم ہے اور ہر صنف میں اس کی معنویت اپنی تہہ داری کے ساتھ موجود ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایک معیاری ادب جمالیات کی بدولت وجود میں آتی ہےکیونکہ جمالیاتی فکر ونظر سے ہی تخلیق ہوتی ہےاس سے ہی کسی فنکار کے کالم میں جالل وجمال کا ایک نظام قائم ہوتا ہے۔

ناول کو زندگی کی کتاب کہا جاتا ہے۔ زندگی کی داخلی اور خارجی صورتوں کو تمام جزئیات کے ساتھ پیش کرنا ہی ناول کا ظہور ہے انسان ادب کے ساتھ علم فلسفہ، نفسیات، مذاہب اور دیگر سماجی علوم کا بھی مرکزی موضوع رہا ہے عمرانیات میں انسان اور معاشرت کے باہمی مطابقت اور تصاد م پر کافی تحقیق ہوئی ہے اور ہورہی ہے۔ رحیم گل کے ناولوں میں انسان واضح شخصیت نظر آتا ہے۔ یہاں فرد معاشرے کے

مجموعی رویے سے اپنا ذاتی رویہ تخلیق کرتا ہے۔ یعنی کردار مخصوص عہد کے
جیتے جاگتے مرقعے ہیں ناول کا مرکزی نقطہ در حقیقت "جنت کی تالش"حقیقت کی
تالش کا ناول ہے امتل کے ذریعے اس کا اظہارہوا ہے ناول میں تین کردار مرکزی ہیں امتل، وسیم اور
عاطف ہیں مگر اصل کردار امتل کا ہے جو بظاہر ہر بات دالئل کے ساتھ کرتی ہیں رحیم گل کا کمال یہ
ہے کہ انہوں نے مختلف موضوعات پر امتل کے ذریعے اپنے خیاالت کا اظہار کیا ہے ناول میں مثبت و
منفی خیاالت کے حامل کردار
موجود ہیں جن کے بنا پر ناول دلچسپ بن گیا ہے ۔

یہ ناول سیاحتی ہے جس میں کردار مختلف مقامات کی سیر کرتے ہیں اور کہانی آگے
بڑھتی ہےرحیم گل نے مقامات کی خوبصورتی کے ساتھ الفاظ کا بھی بہترین استعمال
کیا ہے جو سامعین پہ غالب آجاتی ہے جنت کی تالش میں امتل کا کردار ہی ناول میں لطف قائم رکھنے کا
وسیلہ ہے زندگی کی خوبصورتی اور حسین مناظرکو یکجا کیا ہے کائنات پر غور و فکر کی عمدہ مثال پیش کی
ہے ہلال کی پہچان کا آسان راستہ بتایا ہے رحیم گل نے حسن و لطافت کے ذریعے جنت کا تصور پیش کیا ہے
رحیم گل نے خاص
کر امتل کے کردار کو جمالیات سے تحریر کیا ہے۔

"میں نے ایسی آنکھیں آڈرےہیپ برن، ملکہ فرح دیبا اور
شہزادی ثروت کے چہروں پر دیکھی تھیں-----ہو بہو یہ
آنکھیں تھیں---منفرد اور غیر
معمولی۔" (2)

اس سطر میں امتل کی آنکھوں کو شہزادی،ملکہ کی آنکھوں سے تشبہ دی ہے جو
صرف ہماری تصورات پر مبنی ہوتی ہیں ہر انسان کی آنکھیں منفرد ہوتی ہیں کیونکہ
سوچ کی طرح ہماری حسن نظر بھی مختلف ہوتی ہے۔

"ڈاکٹر سلیم اختر کتاب "اُردو ادب کی مختصر ترین
تاریخ" میں کہتے ہیں کہ
رحیم گل نے جنت کی تالش میں ایک ایسی جنسی
Frigidعورت کا قصہ بیان کیا ہے جو اپنی تالش میں
پھر رہی ہے۔جب کہ ہیرو اس کی تالش میں ہے۔" (3)

" ٹھیک ٹھیک میں بھی حسین منظر کو دیکھ کر انکار نہیں کرتی۔۔چنبلی کی خوشبو کو میں بھی محسوس کرتی ہوں۔۔۔ معصوم بچے کی مسکراہٹ سے میں بھی محظوظ ہوتی ہوں اور بہت سی باتیں ہیں'جن سے میں بھی انکار نہیں کرتی۔")4(

انسان کی فطرت ہے کہ ہر موڑ پہ حسن کی تالش کرتا ہے اور اس سے محظوظ ہوتا ہےاور اس کی یاد کو زندگی کا حصہ بناتا ہے ۔ خالق کائنات کاجالل وجمال جگہ جگہ دعوت نظارے دے رہا ہے۔جنت ایک دلکش مقام ہے۔ جھیل سست پارہ ، دیوسائی ،جھیل سیف الملوک، اور کائنات کے سبھی قدرتی مناظر جنت کی تصاویر ہیں۔ ان مثالوں سے ہم اسی دنیا میں جنت الفردوس کی ایک کی جھلک دیکھ سکتے ہیں اس انتشار کے دور میں انسان جس راحت وسکون کا متالشی ہے انسان کو واقعی قدرتی مناظر کے دیدار سے حقیقی سکون قلب مل جاتا ہےاور اس مناظر کے ذریعے انسان جمال وجالل کے قریب تر ہو جاتا ہے۔

" چاروں طرف دودھ کی طرح سفید برف میں لپٹے ہوئے سر بفلک پہا ڑ، اور اب کے درمیان ڈیڑھ میل سبز و شفاف پانی کی جھیل، یوں لگ رہا تھا، جیسی سفید سونے کی انگوٹھی میں سیال زمرد کا نگینہ فطرت کا یہ شاہکار سطح سمندر سے تقریبا چودہ ہزار فٹ کی بلندی پر تھا۔")5(

"سورج کا سرخ تھال، برف کی دودھیا چوٹیوں میں غروب ہونے واال تھا۔ جس پہاڑ کی چوٹی پر ہم کھڑے تھے، وہاں سے سامنے پہاڑ کا نظری فاصلہ بہت کم تھا، یوں لگ رہا تھا کہ اگر ہم تھوڑی سی کوشش کریں تو غروب ہوتے ہوئے سورج کی سرخ تھال کو چھو لیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شام کے ان سرمئی لمحوں میں آفتاب و مہتاب کی آنکھ مچولی پر سیف الملوک اور بد ری جمالہ کے اختالط کا گماں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔!")6(

ناول میں حسن کے معنی کی جستجو اور اس کی شان کے ثبوت کے طور پر کوئٹہ کے حسین مناظر،دیوسائی کے رنگ برنگ پھولوں کے مناظر، ہزارہ کی جھیل کو خالق کائنات کی بڑائی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اسپینی سیاح کی زبانی کہا کہ جھیل سیف

الملوک کی خوبصورتی کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا بلکل ویسے جیسے خدا کے تصور کو بیان نہیں کیا جا سکتا یہ خود محسوس کرنے اوردیکھنےکی چیز ہے۔

"سامنے کوئٹہ کے خشک اور بلند پہاڑنظر آرہے تھے، دور سے ان کا رنگ سرمئی ہورہا تھا..............جہاں سڑک پہاڑوں میں گم ہو گئی تھی، وہاں آمنے سامنے کے دونوں پہاڑ اس طرح ایک دوسرے کے گلے مل گئے تھے جیسے قوی ہیکل بھینسے سر ٹکرا کر لڑ رہے ہوں۔ جوں جوں ہم آگے بڑھے گئے، توں توں یہ بھینسے پیچھے ہٹتے جا رہے تھے۔ ان کا سلسلہ برابر بڑھ اہا تھا.......... جب ہم قریب پہنچے، تو دونوں پہاڑوں کے درمیان نیم گیلی ندی ایسے لگی، جیسے
اونٹ کے جبڑوں کے درمیان زبان۔" (7)

ناول نگار نےابتدا میں وضاحت کے ذریعے قاری کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ناول میں تخلیقی عمل کو الجواب، الزوال ، بے مثال اور ایک زبردست عمل کے طور پیش کیا گیا ہے یہی وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے مختلف روپ میں حسن تخلیق ہو کر منظر عام پر آتی ہیں۔ حسن کو تخلیق کرنے واال بھی بے مثال اورحسین و جمیل ہے

جنت بھی اسی کی تخلیق کردہ ہے جنت بھی جمال وحسن کا ایک مرقع ہے اس بے مثال اور الزوال کی شان ربوبیت تخلیقی کے ذریعے ثابت کی گئی ہے خواہ وہ تخلیق سورج، چاند ، ستاروں، مرغزاروں کی ہو اور دوسرے نظاروں کی یا کسی انسان کی تخلیق ہو یا کائنات کی ، ہر تخلیقی عمل اس کے خالق کائنات ہونے کی دلیل ہے۔

"اچانک ایک ننھی منی گڑیا کی صدا ہمیں چونکا دیا..... چوکیدار بجلی کے لپکے کی طرح تڑپا........ اور بجلی کی سی چکا چوند والی کیفیت اسکی آنکھوں میں لہرا گئی....... وہ خوشی سے کانپ رہا تھا۔ عین اسی لمحے امتل کوٹھڑی کے دروازے میں نمودار ہوئی........ مجھے ایسا لگا کہ اس کی روح میں گالب کھل چکا ہے اور اس کھلے ہوئے گالب کا پر تو اس کے تقدس بن گیا ہے وہ ایک ننھی منی

سی جان کو ہاتھوں پر اٹھائے، سینے سے لگائے
ہوئے تھی۔" (8)

"وسیم صاحب..... اس نے بات جاری رکھی... عجیب تجربہ تھا
میں بیان نہیں کر سکتی، وہ کیسی کیفیت تھی جب بچہ ماں کی کوکھ
سے پھسل کر میرے ہاتھوں میں آگیا ایک جیتا جاگتا انسان، جو
چند لمحے پہلے نہیں تھا، ان میرے ہاتھوں میں چیخ
رہاتھا.............شاید
وہ سکون جو ماں کی کوکھ میں تھا، کھلی فضاؤں میں
نہیں تھا......لیکن میں اس لمحے کو نہیں بھول سکتی، جب میں نے
اسے چپ کرانے کےلیے بے اختیار ہو کر سینے سے لگا لیا
تھا..... بے ساختگی کا وہ لمحہ
تھا کہ میں انسان کو خوش آمدید کہ رہی تھی!" (9)

یہ تخلیقی عمل اور تخلیق ہللا تعالی کی شان ظاہر کرتی ہے کہ جو ناف کا رشتہ کٹ جانے کے بعد ممتا اور بچے کا رشتہ سینے سے جوڑ دیتی ہے۔ زندگی کا فلسفہ ناول نگار نے امتل کی زبانی بیان کیا ہے۔ اپنی زندگی کے تجربات و معلومات کو اس ناول
میں پیش کیا ہے۔

یعنی ہر چیز میں جمالیاتی تجربہ نکاال جاسکتا ہے جما لیات کی ہمہ گیریت صرف کائناتوں پر نہیں بلکہ ان سے باہر بھی کچھ ہے اسے بھی اپنے محیط میں لے لیتے ہے تخیل کی پرواز جہاں کی پہلی سطح جو آنکھ سے متعلق ہے اور جو مطلوب حقیقی کی آخری سطح ہے۔ جمال دکھ میں بھی دکھائی دیتا ہے موت میں بھی زندگی کی
خوبصورتی پوشیدہ ہوتی ہے۔

" مجھے تو زندگی اس لیے حسین لگتی ہے کہ
اس میں موت کا خوف شامل ہے۔" (10)

حسن تناسب وتوازن کا نام ہے بلکہ ناظر کی عناصر اور شخصیت کے درمیاں ہوتا ہے حسن بیک وقت خارجی اور داخلی بھی ہے یعنی بذآت خود دلکش ہے اور دلکش بنانے
میں دیکھنے والے کے انداز نظر کا بھی حصہ ہے۔

"اچانک سفید پتلون اور سرخ شرٹ پہنے، سیاہ
چشمہ لگائے اور کندھے پر ہلکا سا جھوال
لٹکائے وہ لڑکی تیزتیز آئی اور اس نے ہنستے ہوئے گڈ
مارننگ کہا میں نے شوق اور حیرت سےاس کی
طرف دیکھا....... سب سے میری نظر اسکی ننھی
سی ناک پر پڑی..........اسکا رنگ گورا تھا لیکن ہلکا
زردی مائل....بھائی کی طرح اس کے گال سرخ نہیں
تھے...... اس
کا نچال ہونٹ بیچ میں ہلکا سا دبا ہوا تھا.... دباؤ کے
دائیں بائیں ہلکے ہلکے ابھار تھے.....ان ابھاروں میں
چھوٹی چھوٹی عمودی
الئنیں تھیں۔")11(

"اس کے بال سیاہ تھے اور گردن گول اور خوبصورت
تھی سیاہ بالوں اور سرخ شرٹ کے کالروں کے درمیان سفید گردن
میں کسی چیز سے تشبیہ نہیں
دےبسکتا تھا، لیکن یہ منظر دیدنی تھا۔")12(

امتل زندگی کے نشیب وفراز سے بخوبی واقف تھی رحیم گل نے پورے نسوانی وقار سے امتل کا کردار واضح کیا ہے جو معاشرے میں ایک آزاد خیال عورت ہے جسے کسی کی فکر اور پرواہ نہیں۔ جو بغیرکسی جھجک کے ہر کسی سے بحث کرتی ہے
اور اپنی بات منوا لیتی ہے۔ کہانی امتل کے کردار کے ساتھ آگے بڑھتی ہے۔

رحیم گل نے اور ناول کی طرح اس میں بھی زندگی کی معنویت اور فن کی جمالیات کا سراغ لگایا ہے اور اس کے لیے منفرد اسلوب اپنایا۔ دنیا میں آکر انسان اپنے ارگرد تمام اشیا پر غور فکر کرتا ہے رحیم گل نے اپنی فکری اور جذباتی زندگی کی عکاسی
کے لیے جنت کی تالش کو اپنا ترجمان بنایا... چاند، سورج، آسمان، زمین،پہاڑ، دریا،سمندر،آگ، بارش، رات، دن، جنگل وغیرہ کی منظر کشی دلچسپ انداز میں کی
ہے۔

"ذرا نیچر کو سٹڈی کریں گے۔ اس دریا کو ہی دیکھے۔
کس طرح چٹانوں سے سر پٹخ پٹخ کر مار رہا ہے۔ اس
کی سر مستی دیکھو۔ شور سنو۔ اس کا گھمنڈ اور
غرور دیکھو، لیکن جن یہ سمندر کے پانیوں میں داخل
ہوتا ہےتو اسے
احساس ہوتاہے کہ وہ کتنا کمترہے۔")13(

رحیم گل نے انتہائی پر کشش، دلکش، اور خواہشات کی آسودگی کو بیان کرنے کے لیے رومانیت کا سہارا لیا ہے۔ زندگی کی ہر پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ زندگی کی مشکلوں میں خود کو شریک سمجھتا ہے۔ مصنف نے تخیلی فضا سے نکل کر ناول کےرنگ میں
زندگی کی حقیقتوں کو مجسم کیا ہے۔ جنت نظیر جیسے مقامات کا ذکر، الفاظ کی رنگارنگی اور جاندار مکالموں سے ناول میں حسن دوباال نظرآتا ہے۔ یہ ناول حقیقی اور فطرتی ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ دلکش اور دلفریب ہے۔ کہانی نے تخیل اور تصور کی حدوں سے نکل کر حقیقت کو اپنایا اور مصنف نے زندگی کے گو ناگو ں مسائل کا اظہار اور اابلغ بڑی حقیقت پسندی سے کیا ہے۔ محبت کا فلسفہ صرف محبوبہ تک نہیں بلکہ زندگی کے دوسرے انسانی رشتوں تک وسیع ہے۔ ناران کی مائی حوا کا ذکر ایک انسانی محبت اور خلوص کی عمدہ مثال ہے۔

" بھائی جان ' صبح سویرے آنکھ کھلی تویہ جھونپڑا یاد
آگیا--------بس میرا دل مچل گیا اور اس عورت سے
ملنے کے لیے بے قرار ہو گئی۔ یہ بدری جمالہ نہیں
بھائی جان' مائی حوا ہے حوا---------------مائی حوااسی
طرح جنگلوں
میں آدم سے ملی ہو گی-------------میں اپنی ماں
سے ملنے آئی تھی----!")14(

مائی حوا ایک روایتی عورت کا تصور پیش کرتی ہے یہ نسائیت خیالی نہیں، تخیلی نہیں۔ یہ زمین سے تعلق رکھتی ہے اور جیتی جاگتی حقیقت ہے جو ایک زندہ معاشرے کو ہمارے سامنے پیش کر تی ہے۔ جنت کی تالش میں ناول نگار کے تجربات، احساسات اور کیفیات کا اظہار اس انداز سے کیا گیاہے کہ قاری خود کو اپنے آپ کو اس میں شامل سمجتا ہے اور بھر پور اثر قبول کرتا ہے۔ یعنی ناول کا براہ راست اثر قاری کو

اپنی زندگی سے محسوس ہوتا ہو اور اسے پڑھ کر اسکی زندگی میں بھی تبدیلی محسوس ہو۔ خیال میں رنگ آمیزی ناول کو تاریخ کی بجائے ادب کا حصہ بنادیتی ہے
ناول میں نفسیاتی، جذباتی،طبقاتی معاشرتی پہلووں کو اجاگر کیا ہے۔

ناول میں جمالیاتی عناصر اور حسن آفرینی قاری کے لیے قابل توجہ ہے اور ساتھ ہی حقائق زندگی کا باعث بھی۔ جنت کی تالش میں انسانی شخصیت اور فطرت آہستہ آہستہ بے نقاب ہوتی ہے رحیم گل نے سفر کے زریعے گہرا تاثر پیدا کیا اور ایک چونکا دینے والی کیفیت سے ناول کا اختتام کیا ہے۔

حوالہ جات

1۔ شکیل الرحمن، پروفیسر، ادب اور جمالیات، ۲۰۱۱ء ، ص: ۶۔
2۔ رحیم گل، جنت کی تالش، رابعہ بک باوس، الہور،۲۰۰۹ ء ، ص: ۲۳۔
3۔ سلیم اختر،ڈاکٹر ، اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ ، سنگ میل پبلی کیشنز ،الہور،۲۰۰۰ ء، ص:۶۲۔
4۔شکیل الرحمان، پروفیسر، ہندوستان کا نظام جمال قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی،۱۹۸۸ء،ص:۱۲۱۔
5۔ رحیم گل، جنت کی تالش، رابعہ بک باوس، الہور،۲۰۰۹ ء ، ص: ۱۳۹۔
6۔ ، ایضاً ، ص: ۴۳۸۔
7۔ ایضاً ، ص: ۴۳۹۔
8۔ ، رحیم گل، جنت کی تالش، رابعہ بک باوس، الہور،۲۰۰۹ ء ، ص: ۲۹۔
9۔ ایضاً ، ص: ۲۰۔
10۔ ایضاً ، ص: ۲۱۔
11۔ رحیم گل، جنت کی تالش، رابعہ بک باوس، الہور،۲۰۰۹ ء ،ص: ۲۹۔
12۔ ایضاً ، ص: ۲۱۔
13۔ ایضا ، ص: ۲۴۷۔

غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ

14۔افتخار الدین ،رحیم گل احوال و آثار ،مقالہ برائے ایم ۔فل،علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی ،اسلام آباد ، ۱۹۸۹ ، ص : ۲ ۵۔

References

1. Shakeelur Rahman, Professor, Literature and Aesthetics, 2011, p: 6.
2. Rahim Gul, Jannat ki Talash, Rabia Book House, Lahore, 2009, p: 23.
3. Salim Akhtar, Dr., A Brief History of Urdu Literature, Sangmail Publications, Lahore, 2000, p.62.
4. Shakeelur Rahman, Professor, India's Nizam Jamal National Council for the Promotion of Urdu Language, New Delhi, 1988, p. 121.
5. Rahim Gul, Jannat ki Talash, Rabia Book House, Lahore, 2009, p: 139.
6. Aizan, p: 438.
7. Aizan, p: 439.
8. Rahim Gul, Jannat ki Talash, Rabia Book House, Lahore, 2009, p: 29.
9. Aizan, p: 20.
10. Aizan, p: 21.
11. Rahim Gul, Jannat ki Talash, Rabia Book House, Lahore, 2009, p. 29.
12. Aizan, p: 21.
13. Aizan, p: 247.

Unpublished research paper

14. Iftikharuddin, Rahim Gul Akhwal wa Asaar, thesis for M. Phil, Allama Iqbal Open University, Islamabad, 1989, p: 2 5.